فن تفسیر میں

امام احمد رضا کا مقامِ اِمتیاز

ارشد القادری



مکتبہ جامِ نور جامع مسجد دہلی ۶

فنِ تفسیر میں

امام احمد رضا کا مقامِ امتیاز

ارشد القادری

ناشر

مکتبہ جامِ نور دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کنزالایمان کا مطالعہ ــــ تین رخ سے!

صدرِ اجلاس و معزز حاضرین ،

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے زیرِ اہتمام آج کے اس مبارک اجتماع میں ہم امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اردو ترجمۂ قرآن کنزالایمان کے محاسن کا تین رخ سے جائزہ لینا چاہتے ہیں تاکہ یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے کہ فکر، تعبیر اور زبان کے رخ سے دوسرے اردو تراجم کے درمیان کنزالایمان کا مقام امتیاز و اعتبار کیا ہے۔

پہلا رخ ـــــــ ترجمے میں قرآن کے نُصوص و مُضمرات کی رعایت

دوسرا رخ ـــــــ ترجمے میں اختصار اور جامعیت

تیسرا رخ ـــــــ شگفتہ زبان

اس مختصر تمہید کے بعد اب آیئے "ترجمے میں قرآن کے نصوص و مضمرات کی رعایت" کے رخ سے ہم کنزالایمان کا ایک علمی اور فکری جائزہ لیں۔ اس عنوان پر نمونے کے طور پر

ہم کنزالایمان سے صرف پانچ مقامات کی نشاندہی کریں گے اسی کے ساتھ کنزالایمان کا دوسرے تراجم کے ساتھ ایک تقابلی خاکہ بھی پیش کریں گے تاکہ کنزالایمان کے فاضل مترجم کی فکری بصیرت، فنِ تفسیر میں رُسوخ، ذہنی استحضار اور قرآن کے نصوص و مضمرات اور اسلوب بیان پر ان کا گہرا مطالعہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔

پہلا مقام

سورۂ بقر کی آیت نمبر ۶ ملاحظہ فرمائیں۔ مولیٰ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○

اس آیت کریمہ کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی نے یوں کیا ہے۔

بیشک جو کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لاویں گے۔

مولانا محمود الحسن صاحب کا ترجمہ یہ ہے۔

بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کو ڈرائیے یا نہ ڈرائیے وہ ایمان نہ لائیں گے۔

مولانا فتح محمد جالندھری نے ترجمہ یوں کیا ہے۔

جو لوگ کافر ہیں انھیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے۔ وہ ایمان نہیں لانے کے۔

ان سارے ترجموں کا حاصل یہ ہے کہ کافروں تک کلمۂ حق کی دعوت پہنچائی جائے یا نہ پہنچائی جائے وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ان ترجموں پر کوئی بھی اسلام کا مُعانِد دو طرح کا اعتراض کر سکتا ہے۔

پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ جب کافروں کیلئے نصیحت و انذار بالکل بے نتیجہ ہے تو پھر اسلام میں ایک تبلیغی نظام کے قیام کا کیا مقصد ہے۔ اور جب وہ حسب فرمان خداوندی ایمان ہی نہیں لائیں گے تو کافروں میں تبلیغ و دعوت کی اب ضرورت کیا ہے۔

اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں لاکھوں کافروں کو دعوت و انذار اور معجزات و کرامات کے ذریعہ جو ایمان لاتے دیکھا گیا ہے تو ان واقعات کا تعلق لَا یُؤْمِنُوْنَ کے ساتھ کیونکر جوڑا جا سکتا ہے۔ کیا معاذ اللہ یہ کہنا صحیح ہو گا کہ کافروں نے ایمان لا کر آیت کی تکذیب کر دی۔

معزز حضرات! یہ دونوں اعتراض یہاں صرف اس لئے وارد ہوئے کہ مترجمین نے قرآن حکیم کے مضمرات کو نظر انداز کر دیا

اگر انھوں نے ایمان نہ لانے والے کافروں کے گروہ کو کسی لفظ سے مُمیّز کر دیا ہوتا تو آیت کی مراد بالکل واضح ہو جاتی۔ یہ ذمہ داری بہرحال انہی حضرات کی تھی کہ قرآن کے اسلوب بیان اور اصول و مضمرات کی روشنی میں یہ جاننے کی کوشش کرتے کہ لَا یُؤْمِنُوْنَ کا تعلق کس طرح کے کافروں کے گروہ سے ہے

اتنی تفصیل کے بعد اب آیئے امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے اور دیکھئے کہ انھوں نے ترجمے میں قرآن کے نصُوص و مضمرات کو کس طرح ملحوظ رکھا ہے۔ موصوف کا ترجمہ یہ ہے۔

"بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انھیں برابر ہے چاہے تم انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں"

انصاف کیجئے! صرف ایک لفظ نے قرآن کی مراد کو اس طرح واضح کر دیا کہ اب کسی بھی معاند کیلئے اعتراض کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ اسلام کا تبلیغی نظام بھی اپنی جگہ برقرار اور بامقصد رہا۔ دعوت و تبلیغ کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا اور جو کافر ایمان لائے انھیں لَا یُؤْمِنُوْنَ کی تکذیب کے لئے پیش کرنے کا موقعہ بھی ختم ہو گیا۔ کیونکہ ایمان لانے کے بعد ان کے حق میں یہ بات متحقق ہو گئی کہ ان کی قسمت میں کفر نہیں تھا۔

اور دعوت وتبلیغ کا دروازہ یوں کھلا رہا کہ داعی کو کسی
بھی کافر کی قسمت کا حال معلوم نہیں۔ اس لئے ہر کافر تک
کلمۂ حق کی دعوت اس نے اس امید پر پہنچائی کہ شاید یہ ایمان
قبول کرلے۔ کیونکہ داعی کے ذمہ صرف دعوت وابلاغ ہے
وہ نتیجے کا ذمہ دار نہیں۔

اب اس مقام پر آپ ہم سے ایک سوال کر سکتے ہیں کہ
کنز الایمان کے مصنف نے قسمت کا لفظ کہاں سے نکالا ہے
جبکہ آیت میں کوئی لفظ اس مفہوم پر دلالت نہیں کرتا۔ میں
عرض کروں گا کہ اگرچہ لفظ میں کوئی دلالت نہیں ہے لیکن اس
کے سیاق میں یہ مفہوم ضرور چھپا ہوا ہے۔ کیونکہ اس آیت
کے بعد ہی خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ کی
آیت بھی ہے جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں اور
ان کے کان پر مہر کردی ہے۔ یہاں مہر کرنے کا مفہوم یہ نہیں
ہے کہ ان سے سمجھنے اور سننے کی قوت سلب کرلی ہے بلکہ یہ
ان کی اِس حالت کی ایک تعبیر ہے کہ کفر ان کے دلوں میں
اس طرح راسخ ہوگیا ہے کہ اب ان کے اندر حق سننے اور حق
سمجھنے کی استعداد ہی نہیں رہی۔ اور دعوت حق کے انکار میں
ان کے دل اتنے سخت ہوگئے ہیں کہ ہدایت کے تمام راستے
انھوں نے اپنے اوپر بند کر لئے اس طرح اب کفر انکا مقدر بنگیا

اسی مفہوم کو کنز الایمان کے مصنف نے اس فقرے میں ادا کیا ہے کہ جن کی قسمت میں کفر ہے وہ ایمان نہیں لائینگے۔

دوسرا مقام

تحویل قبلہ کے سلسلے میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد باری ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ ط

اس آیت کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی نے یہ کیا ہے۔

اور جس (سمت) قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹ جاتا ہے

اور مولانا محمود الحسن کا ترجمہ یہ ہے۔

اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں۔

ان دونوں ترجموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کو معاذ اللہ مستقبل کا علم نہیں ہے۔ کیونکہ ان ترجموں سے نہایت صراحت کے ساتھ یہ مفہوم نکلتا ہے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانے سے

پہلے خدا کو علم نہیں تھا کہ قبلہ بنا دیئے جانے کے بعد کون رسول کی پیروی کرے گا اور کون منحرف ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ سب کا عقیدہ ہے کہ عالم الغیب ہونے کی حیثیت سے اسے ہر ایسی بات کا علم ہے جو ابتک واقع نہیں ہوئی ہے۔ اور اسی کا نام علم غیب ہے۔

حضرات! ان ترجموں پر یہ اعتراض اس لئے وارد ہوا کہ مترجمین نے لِنَعْلَمَ کا ترجمہ کرتے ہوئے اس نکتے کی طرف دھیان نہیں دیا کہ خدا کیلئے کسی واقعہ کا علم اس کے واقع ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ پیروی کرنے والوں اور منحرف ہونے والوں کا علم اسے اس وقت بھی تھا جب کہ بیت المقدس قبلہ نہیں بنا تھا۔

اتنی تفصیل کے بعد اب آپ امام احمد رضا کا ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ فرمائیے اور غور فرمائیے کہ خدا کے عالم الغیب ہونے کی صفت کو انھوں نے کس طرح ملحوظ رکھا ہے۔ موصوف کا ترجمہ یہ ہے۔

اے محبوب! تم پہلے جس قبلے پر تھے وہ اسی لئے ہم نے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

انصاف فرمائیے! صرف ایک لفظ نے ترجمے کو کتنا مؤدب

اور باشرع بنا دیا۔ اس ترجمے کا حاصل یہ ہے کہ علم تو خدا کو
پہلے ہی سے تھا کہ قبلہ بن جانے کے بعد کون رسول کی پیروی
کرے گا اور کون الٹے پاؤں پھر جائے گا۔ لیکن قبلہ بن جانے
کے بعد وہ دیکھنا بھی چاہتا ہے کہ کون تابعداری کرتا ہے اور
کون منحرف ہوتا ہے۔ یوں بھی کسی واقعہ کو دیکھنے کا مفہوم، واقعہ
کے واقع ہونے پر ہی صادق آتا ہے لیکن کسی واقعہ کے ساتھ
علم کا تعلق اس کے واقع ہونے سے پہلے بھی ہو سکتا ہے۔

یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ سارے مترجمین میں
مولانا مودودی وہ تنہا مترجم ہیں جنھوں نے اس آیت کا ترجمہ
کرتے ہوئے امام احمد رضا کی متابعت یا موافقت کی ہے۔
واضح رہے کہ کنزالایمان کی تصنیف و اشاعت کی تاریخ تفہیم القرآن
سے سالہا سال پہلے کی ہے۔ مولانا موصوف کا ترجمہ یہ ہے۔
پہلے جس طرف تم رخ کرتے تھے اس کو تو ہم نے صرف
یہ دیکھنے کیلئے قبلہ مقرر کیا تھا کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے
اور کون الٹا پھر جاتا ہے۔

تیسرا مقام

سورۂ یوسف کی آیت نمبر ۱۱۰ ملاحظہ فرمائیے۔
حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ

قَدۡ كُذِبُوا جَاءَهُمۡ نَصۡرُنَا۔

اس آیت کا ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری نے یہ کیا ہے۔

یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے اور انھوں نے خیال کیا کہ (اپنی) مدد کے بارے میں جو بات انھوں نے کہی تھی اس میں وہ سچے نہ نکلے تو ان کے پاس ہماری مدد آئی۔

مولانا تھانوی کا ترجمہ یہ ہے۔

یہاں تک کہ جب پیغمبر اس بات سے مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی تو ان کو ہماری مدد پہنچی۔

اور مولانا محمود الحسن صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

یہاں تک کہ جب مایوس ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا تو پہنچی ان کو ہماری مدد۔

یہ سارے ترجمے جس بھیانک اعتراض کی زد پر ہیں وہ یہ ہے کہ پیغمبروں نے خدا کی مدد اترنے کے سلسلے میں اپنی قوم سے جو وعدہ کیا تھا وہ وحی الٰہی پر مبنی تھا اس لئے انکے متعلق یہ کہنا کہ انھیں اپنے بارے میں گمان ہونے لگا کہ وہ سچے نہیں ہیں۔ یا یہ کہنا کہ ان کے فہم نے وحی الٰہی کے سمجھنے میں غلطی کی یا یہ کہنا کہ وہ خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا، یہ ساری باتیں رسولوں کی جناب میں سخت تنقیص

شان کا موجب ہیں۔ انبیاء اگر اپنے آپ کو سچا نہ سمجھیں تو اپنی قوم سے وہ کیونکر مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ انھیں سچا سمجھیں۔

اور انبیاء سے اگر وحی الٰہی کے سمجھنے میں غلطی واقع ہونے لگے تو پھر تو منصب نبوت کا سارا نظام ہی درہم برہم ہو کر رہ جائیگا اور یہ ترجمہ تو وحی الٰہی کے مقصد کی بنیاد ہی کو منہدم کر دیتا ہے کہ رسول یہ خیال کرنے لگے تھے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ معاذاللہ انبیائے کرام وحی خداوندی کے بارے میں کبھی یہ تصور نہیں کر سکتے کہ وہ جھوٹ ہے۔ یہ انبیاء و مرسلین کی تنقیصِ شان ہی نہیں بلکہ ایک طرح ان کی تکذیب بھی ہے۔

اب ان وحشتناک ترجموں کے بعد آپ امام احمد رضا کا ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت موصوف کا ترجمہ یہ ہے "یہاں تک کہ جب پیغمبروں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھنے لگے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا تو اس وقت ہماری مدد آئی"۔

سبحان اللہ! کتنا شائستہ، کتنا مؤدب اور کتنا باحرمت ترجمہ ہے۔ اس ترجمے میں اس بات کی پوری صراحت ہے کہ رسولوں کو اگر مایوسی بھی ہوئی تو خدا کی طرف سے نہیں بلکہ ظاہری اسباب کی طرف سے ہوئی اور یہ قطعاً کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ اس ایمان افروز ترجمے کی سب سے بڑی خوبی

یہ ہے کہ غلط سمجھنے کی نسبت قوم کی طرف ہے انبیاء و مرسلین کی طرف نہیں ہے۔ جبکہ پچھلے ترجموں میں غلط سمجھنے کی نسبت خود انبیاء و مرسلین کی طرف کی گئی تھی جس سے ان کی عصمت پر حرف آرہا تھا۔ اس ترجمے سے اگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قوم نے رسولوں کو جھٹلایا تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بدبخت قوموں کا یہ شیوہ ہی رہا ہے کہ انھوں نے رسولوں کو جھٹلایا ہے اس سے منصب رسالت پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ قوموں کی بدبختی ظاہر ہوتی ہے۔

ان سارے مترجمین میں مولانا مودودی وہ تنہا مترجم ہیں جنھوں نے اس آیت کے ترجمے میں امام احمد رضا کی متابعت یا موافقت کی ہے۔ موصوف کا ترجمہ یہ ہے۔

"یہاں تک کہ جب پیغمبر لوگوں سے مایوس ہو گئے اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا تو یکایک ہماری مدد پیغمبروں کو پہنچ گئی۔"

غور فرمائیے! اس ترجمے میں بھی جھوٹ یا غلط سمجھنے کی نسبت انبیاء کی طرف نہیں ہے بلکہ قوم کی طرف ہے۔ جبکہ پچھلے ترجموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاذ اللہ انبیاء ہی سمجھنے لگے تھے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا ہے۔

چوتھا مقام

سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۶۷ ملاحظہ فرمائیے۔

نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَھُمْ۔

اس آیت کا ترجمہ شاہ عبد القادر، شاہ رفیع الدین، مولانا محمود الحسن، مولانا تھانوی، مولانا فتح محمد جالندھری، اور ڈپٹی نذیر احمد نے یہ کیا ہے۔

لوگ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے اُنھیں بھلا دیا۔

ان سارے ترجموں پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ کی ذات نیند اور اونگھ سے پاک ہے اسی طرح نسیان سے بھی پاک ہے۔ کیونکہ نسیان کا شمار محاسن و کمالات میں نہیں ہوتا بلکہ نقائص و عیوب میں ہوتا ہے اور یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے کہ اللہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقص سے پاک ہے۔

ان ترجموں پر یہ اعتراض اس لئے وارد ہوا کہ ان مترجمین حضرات نے فَنَسِیَھُمْ کا ترجمہ کرتے وقت یہ قطعاً محسوس نہیں کیا کہ اللہ کی طرف اس لفظ کی نسبت اپنے حقیقی معنیٰ پر نہیں ہے بلکہ نسیان کے لفظ سے اس کے لازمی معنیٰ مراد ہیں اور وہ ہے تعلق توڑ لینا۔ اس معنیٰ میں بھولنے کا لفظ اردو زبان کے

محاورے میں بھی مستعمل ہے۔ انھوں نے اپنی ہی زبان کا محاورہ یاد رکھا ہوتا تو ایسا ترجمہ ہرگز نہیں کرتے جو ذاتِ سُبُّوحٌ قدوس کے ہرگز شایان شان نہیں ہے۔

اتنی تفصیل کے بعد اب امام احمد رضا کا ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔ موصوف نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے بھی انھیں چھوڑ دیا۔

سبحان اللہ! کتنا شائستہ اور نصوص قرآنی کے مطابق ہے یہ ترجمہ!

اللہ کو چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے اللہ کی طاعت و بندگی سے منہ موڑ لیا اور اللہ نے بھی انھیں چھوڑ دیا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان سے اپنی رضا اور خوشنودی کا تعلق توڑ لیا۔

انصاف فرمائیے! اس ترجمے میں تنزیہہ و تقدیس کا تقاضا جس حسن ادب کے ساتھ پورا کیا گیا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔

پانچواں مقام

سورۂ یونس کی آیت نمبر ۲۱ ملاحظہ فرمائیے۔

قُلِ اللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْرًا ٥

اس آیت کا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب نے یہ کیا ہے

کہدو اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلہ۔

مولانا محمود الحسن، مولانا فتح محمد جالندھری، اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کا ترجمہ یہ ہے۔

کہدو اللہ بہت جلد کرنے والا ہے مکر۔

شاہ رفیع الدین اور مولانا تھانوی نے یوں ترجمہ کیا ہے۔

کہدو کہ اللہ چالوں میں ان سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی کا ترجمہ یہ ہے۔

کہدے اللہ کی چال بہت تیز ہے۔

نہایت قلق کی بات یہ ہے کہ لفظ مکر کا ترجمہ کرتے ہوئے ان سارے مترجمین نے نہ لغت کی طرف مراجعت فرمائی اور نہ سلف کی تفسیروں ہی سے استفادہ کیا ہے۔ بس آنکھ بند کر کے مکر کا اُسی معنیٰ میں ترجمہ کر دیا جن معنوں میں یہ لفظ اردو زبان میں مستعمل ہے۔ ان حضرات نے لغت کی طرف رجوع کیا ہوتا تو انھیں پتہ چلتا کہ لفظ مکر کی نسبت جب آدمی کیطرف ہوگی تو اس کے معنیٰ دھوکہ، فریب اور چالبازی کے ہونگے۔ لیکن جب اللہ کی طرف ہوگی تو اس کے معنیٰ مکر کی سزا دینے یا بدلہ دینے کے ہوں گے۔ جیسے مَکَرَ اللّٰہُ یا اَمْکُرَہُ اللّٰہُ

کا ترجمہ ہوگا اللہ نے اسے مکر کی سزا دی۔ حوالہ کے لئے دیکھئے
مصباح اللغات صہ ۸۳۲ اور المنجد اردو صہ ۹۷۱۔ المنجد میں اَلْمَکْرَۃُ
کے معنیٰ تدبیر کرنے کے بھی ہیں۔ حوالہ کیلئے دیکھئے صہ ۹۷۱

لغت کے بعد اب آیئے تفسیروں کی طرف رجوع کریں اس آیت میں مکرًا کی تفسیر صاحب جلالین نے مُجَازٍاتٌہ کے لفظ سے کی ہے یعنی اللہ بدلہ دینے میں جلدی کرتا ہے۔ استاذ محمد حسن حمّصی نے اپنی تفسیر میں جو دمشق اور بیروت سے شائع ہوئی ہے مَکرًا کی تفسیر عُقُوبَۃً وَجزاءً سے کی ہے۔ یعنی اللہ سزا دینے یا بدلہ دینے میں بہت جلدی کرتا ہے۔ حوالہ کیلئے دیکھئے
(تفسیر البیان صہ ۲۱۱)

ان تفسیری اور لغوی تحقیقات کی روشنی میں اب آیئے ان تراجم کا جائزہ لیں۔ مولانا محمود الحسن، مولانا فتح محمد جالندھری، مولانا عاشق الٰہی نے مکر کا ترجمہ مکر ہی کیا ہے اور شاہ عبد القادر صاحب نے مکر کا ترجمہ حیلہ کیا ہے۔ شاہ رفیع الدین، مولانا تھانوی اور مولانا عبد الماجد دریابادی نے مکر کا ترجمہ چال کیا ہے۔ ہر اردو داں اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ ہماری زبان میں حیلہ، مکر، اور چال دھوکہ اور فریب کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔

اگر ان حضرات نے مکر کا ترجمہ کرتے وقت لغت اور تفسیر کو سامنے رکھا ہوتا تو اس لفظ کا ترجمہ یوں ہوتا کہ اللہ مکر کی سزا

دینے، بدلہ دینے یا تدبیر کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ کیوں کہ یہاں
لفظ مکر کی نسبت آدمی کی طرف نہیں بلکہ خدا کی طرف ہے۔ اب
لغات و تفاسیر کی روشنی میں ان تمام مترجمین کو یہ الزام بہر حال
قبول کرنا ہوگا کہ انھوں نے خدا کی طرف چال، مکر اور حیلہ جیسے
مکروہ الفاظ کی نسبت کر کے خدا کی جناب میں تنقیص شان کا
ارتکاب کیا ہے۔

اتنی تفصیل کے بعد اب آئیے امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ
فرمائیے۔ موصوف نے آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"تم فرما دو کہ اللہ کی ہر تدبیر جلد ہوتی ہے۔"

سبحان اللہ! کتنا شائستہ اور باادب ترجمہ ہے۔
زبان کے رخ سے بھی اور ایمان کے رخ سے بھی۔

تدبیر کے جامع لفظ کے مفہوم میں سزا دینا، بدلہ دینا،
اور دشمن کی سازش کو ناکام بنا دینا، سب کچھ شامل ہے۔ جو
صحیح معنوں میں اس آیت کی مراد ہے۔

تقابلی جائزے کے ساتھ ان پانچ مقامات کی نشاندہی سے
سامعین کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ ترجمۂ قرآن کے سلسلے
میں امام احمد رضا کی فکری بصیرت، وسعت نظر اور علمی سطح
دوسروں کے مقابلے میں کتنی بلند ہے۔

دوسرا رخ

حضرات! پہلے رخ سے کنزالایمان کا جائزہ ختم ہوا اب ترجمے میں اختصار و جامعیت کے رخ سے اس کا جائزہ لیجئے۔

اس بحث کے آغاز سے پہلے یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ عربی زبان دنیا کی ساری زبانوں میں اس اعتبار سے منفرد ہے کہ وہ کم سے کم لفظوں میں زیادہ سے زیادہ معانی کو سمیٹتی ہے۔

مثال کے طور پر کسی نامحرم عورت کے دیکھنے کے سلسلے میں حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ النظرۃ الاُولٰی لَکَ وَالثَّانِیَۃُ عَلَیْکَ گنتی کے یہ پانچ الفاظ ہیں لیکن اگر ان کے مفہوم کو آپ اردو زبان میں منتقل کرنا چاہیں تو عبارت یوں بنے گی۔

پہلی نظر تیرے لئے معاف ہے لیکن دوسری نظر پر تجھ سے مواخذہ ہوگا۔

ملاحظہ فرمایئے! عربی زبان کے پانچ الفاظ کا مفہوم اردو میں چودہ الفاظ کی مدد سے منتقل ہو سکا ہے۔

دوسری مثال قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے جس میں عورتوں

کے حقوق کی بابت ارشاد فرمایا گیا ہے۔ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ گنتی کے یہ چار الفاظ ہیں لیکن ان کا مفہوم جب اردو زبان میں منتقل کریں گے تو اسکی عبارت یوں ہوگی۔

"جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں

اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں"

یہاں بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ عربی کے چار الفاظ کا مفہوم اردو کے پندرہ الفاظ کی مدد سے ادا ہو سکا ہے۔

ان دونوں مثالوں سے آپ نے اچھی طرح اندازہ لگایا ہوگا کہ عربی زبان پھیلے ہوئے معانی کو اپنے اندر سمٹنے کی جو صلاحیت رکھتی ہے اردو زبان بہت حد تک اس سے محروم ہے۔ لیکن اسے زبان اور تعبیر پر امام احمد رضا کی غیر معمولی قدرت ہی کہا جائیگا کہ اردو کی تنگ دامانی کے باوجود انھوں نے اپنے اردو ترجمے میں اختصار اور جامعیت کی نادر مثال قائم کی ہے اختصار کا حال تو آپ حرفوں کو گن کر معلوم کر لیں گے لیکن جامعیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ پورے کنز الایمان میں آیت کا مفہوم واضح کرنے کے لئے انھیں عبارت میں ہلالین کا پیوند جوڑنے کی کہیں ضرورت نہیں پیش آئی ہے کیونکہ ترجمہ ہی اتنا جامع اور صاف ہے کہ وہی وضاحت کے لئے بہت کافی ہے۔

اس رخ سے ابتک کنزالایمان کے محاسن کا جائزہ نہیں لیا گیا تھا آج پہلی بار میں اس رخ سے نقاب اٹھا رہا ہوں آنے والی مثالوں سے آپ اچھی طرح اندازہ لگالیں گے کہ امام احمد رضا کو تعبیر پر حیرت انگیز قدرت کیساتھ ساتھ ایجاز کے فن میں بھی کتنی عظیم دسترس حاصل ہے۔

اس سلسلے میں کنزالایمان سے ہم نے پچیس آیتوں کا انتخاب کیا ہے۔ جن میں امام احمد رضا کے ترجمے کے ساتھ مولانا تھانوی کے ترجمے کا بھی ایک تقابلی خاکہ پیش کیا ہے تاکہ آپ اس آئینے میں امام احمد رضا کے خداداد ہنر کا جلوہ دیکھ سکیں۔

حروف کی تعداد

(۱) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ بقرہ / ۲۷ (۱۶)

ترجمۂ رضویہ۔ وہی نقصان میں ہیں۔ (۱۴)

ترجمۂ تھانویہ۔ بس یہی لوگ پورے خسارے میں پڑنے والے ہیں۔ (۳۱)

---

(۲) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ بقرہ / ۱۵۷ (۱۷)

ترجمہ رضویہ۔ اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (۱۷)

ترجمہ تھانویہ۔ اور یہی لوگ ہیں جنکی حقیقت تک رسائی ہوگئی (۳۶)

۳ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ
وَالصَّلٰوةِ ط بقرہ/۱۵۳ ۳۸

۳۱ ترجمۂ رضویہ۔ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔
ترجمۂ تھانویہ۔ اے ایمان والو صبر اور نماز سے سہارا
حاصل کرو۔ ۳۵

---

۴ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
بقرہ/۲۱۲ ۲۴

۲۱ ترجمۂ رضویہ۔ اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے۔
ترجمۂ تھانویہ۔ اور رزق تو اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں
بے اندازہ دیتے ہیں۔ ۴۵

---

۵ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝ بقرہ/۲۱۳ ۲۹

۲۳ ترجمۂ رضویہ۔ اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے
ترجمۂ تھانویہ۔ اور اللہ جس کو چاہتے ہیں راہ راست
بتاتے ہیں۔ ۳۵

---

۶ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ بقرہ/۲۴۵ ۲۴

ترجمۂ رضویہ ۔ ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے (۲۳)

ترجمۂ تھانویہ ۔ کون شخص ہے ایسا جو اللہ تعالیٰ کو قرض
دے اچھے طور پر قرض دینا ۔ (۴۶)

---

(۷) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ
مَا کَسَبْتُمْ ط بقرہ/۲۶۷ (۳۷)

ترجمۂ رضویہ ۔ اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے
کچھ دو ۔ (۳۲)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اے ایمان والو نیک کام میں خرچ کیا کرو
عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے ۔ (۵۲)

---

(۸) وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا
کَثِیْرًا ۰ بقرہ/۲۶۹ (۲۷)

ترجمۂ رضویہ ۔ جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی ۔ (۲۴)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جسے دین کا فہم مل جائے
اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی ۔ (۵۱)

---

(۹) قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىۃِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ کُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ۰ آل عمران/۹۳ (۳۴)

ترجمۂ رضویہ ۔ تم فرماؤ توریت لاکر پڑھو اگر تم سچے ہو۔ (۲۸)

ترجمۂ تھانویہ ۔ فرما دیجئے کہ پھر تورات لاؤ پھر اس کو پڑھو اگر
تم سچے ہو۔ (۴۱)

---

(۱۰) لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ آل عمران / ۲۸ (۳۱)

ترجمۂ رضویہ ۔ مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں
مسلمانوں کے سوا۔ (۴۲)

ترجمۂ تھانویہ ۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو ظاہرًا و باطنًا دوست
نہ بنائیں مسلمانوں کی دوستی سے تجاوز کر کے۔ (۴۳)

---

(۱۱) وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ
اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ نساء / ۲۲ (۳۹)

ترجمۂ رضویہ ۔ اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو
جو گزرا گزرا۔ (۴۳)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن
سے تمہارے باپ دادا نانا نے نکاح کیا
ہو مگر جو بات گزر گئی گزر گئی۔ (۴۸)

---

(۱۲) یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ

مِنَ اللّٰہِ ط نساء / ۱۰۸ (۳۰)

ترجمۂ رضویہ۔ آدمیوں سے چھپتے ہیں اللہ سے نہیں چھپتے۔ (۳۲)

ترجمۂ تھانویہ۔ جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو

چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے۔ (۶۵)

---

(۱۳) وَاجْتَبَیْنٰھُمْ وَھَدَیْنٰھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ

مُّسْتَقِیْمٍ o انعام / ۸۸ (۳۱)

ترجمۂ رضویہ۔ ہم نے انھیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی (۲۹)

ترجمۂ تھانویہ۔ ہم نے ان سب کو چن لیا اور ان سب کو

راہ راست کی ہدایت کی۔ (۴۰)

---

(۱۴) فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ o اعراف / ۸ (۳۱)

ترجمۂ رضویہ۔ تو جن کے پلّے بھاری ہوئے وہی مراد کو

پہنچے۔ (۳۰)

ترجمۂ تھانویہ۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ

کامیاب ہوں گے۔ (۴۰)

---

(۱۵) وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ٥ رعد/۱۶ (۱۵)

ترجمۂ رضویہ ۔ وہ اکیلا سب پر غالب ہے ۔ (۱۷)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور وہی واحد ہے غالب ہے ۔ (۱۸)

---

(۱۶) ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ٥ ابراہیم/۱۸ (۱۸)

ترجمۂ رضویہ ۔ یہی ہے دور کی گمراہی ۔ (۱۶)

ترجمۂ تھانویہ ۔ یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہے ۔ (۲۴)

---

(۱۷) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ المومنون/۱۰ (۱۵)

ترجمۂ رضویہ ۔ یہی لوگ وارث ہیں ۔ (۱۲)

ترجمۂ تھانویہ ۔ پس ایسے ہی لوگ وارث ہونیوالے ہیں ۔ (۲۶)

---

(۱۸) وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ٥ المومنون/۱۷ (۱۹)

ترجمۂ رضویہ ۔ اور ہم خلق سے بے خبر نہیں ہیں ۔ (۱۵)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور ہم مخلوق کی مصلحتوں سے بے خبر نہ

تھے ۔ (۳۰)

---

(۱۹) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ٥ توبہ/۱۰ (۱۶)

ترجمۂ رضویہ ۔ اور وہی سرکش ہیں ۔ (۱۲)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور یہ لوگ بہت زیادتی کر رہے ہیں ۔ (۲۷)

---

(۲۰) وَیُذۡهِبۡ غَیۡظَ قُلُوۡبِهِمۡ ط توبہ/۱۵ (۱۴)

ترجمۂ رضویہ ۔ اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا ۔ (۲۵)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور ان کے قلوب کے غیظ و غضب کو دور

فرمائے گا ۔ (۲۹)

---

(۲۱) وَاللّٰهُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۵ توبہ/۱۶ (۱۹)

ترجمۂ رضویہ ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے (۲۷)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب

کاموں کی ۔ (۳۵)

---

(۲۲) فَعَسٰۤی اُولٰٓئِكَ اَنۡ یَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِیۡنَ

توبہ/۱۸ (۲۶)

ترجمۂ رضویہ ۔ تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں (۳۱)

ترجمۂ تھانویہ ۔ سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع یعنی وعدہ ہے

کہ اپنے مقصود تک پہنچ جاویں گے ۔ (۵۴)

---

(۲۳) وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۵ توبہ/۱۹ (۲۵)

ترجمۂ رضویہ ۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا ۔ (۲۷)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور جو لوگ بے انصاف ہیں اللہ تعالیٰ
ان کو سمجھ نہیں دیتا ۔ (۴۲)

(۲۴) ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ
وَعَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ توبہ/ ۲۶ (۳۵)

ترجمۂ رضویہ ۔ پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول
پر اور مسلمانوں پر ۔ (۴۴)

ترجمۂ تھانویہ ۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
کے قلب پر اور دوسرے مسلمانوں کے
قلب پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرمائی ۔ (۷۹)

(۲۵) وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ؕ ہود/ ۸۶ (۲۰)

ترجمۂ رضویہ ۔ اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو ۔ (۲۴)

ترجمۂ تھانویہ ۔ اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد سے
مت نکلو ۔ (۳۲)

تیسرا رخ

حضرات ! اختصار اور جامعیت کے رخ سے ابھی آپ نے

کنزالایمان کے ترجموں کا جائزہ لیا۔ زبان اور تعبیر پر امام احمد رضا کو کتنی بے محابا قدرت ہے کہ کہیں کہیں عربی عبارت سے بھی اس کا اردو ترجمہ مختصر ہو گیا ہے اور تعبیر کا کمال ہے کہ مفہوم کی وضاحت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ جبکہ تھانوی صاحب کا ترجمہ حشو و زوائد اور تعبیر کے بہت سے نقائص پر مشتمل ہے۔

اب گفتگو کے آخری مرحلے میں شگفتہ زبان کی حیثیت سے کنزالایمان کے محاسن کا جائزہ لیجئے۔ اس عنوان پر چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی مثال

سورۂ یونس کی آیت نمبر ۲۴

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَازَّیَّنَتۡ وَظَنَّ اَهۡلُهَاۤ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَیۡهَاۤ اَتٰهَاۤ اَمۡرُنَا۔

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی تو اس پر ہمارا حکم اترا۔

دوسری مثال

سورۂ تکویر کی یہ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیں ۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝

ترجمہ ۔ جب دھوپ لپیٹی جائے ۔ اور جب ستارے جھڑنے لگیں ۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں ۔ اور جب حاملہ اونٹنیاں چھوٹی پھریں ۔ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں اور جب سمندر سلگائے جائیں ۔

تیسری مثال

سورۂ انفطار کی یہ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیں ۔

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ۝ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝

ترجمہ ۔ جب آسمان پھٹ پڑے ۔ اور جب تارے جھڑ پڑیں ۔ اور جب سمندر بہا دیئے جائیں ۔ اور جب قبریں کریدی جائیں ۔

چوتھی مثال

سورۂ انشقاق کی یہ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ

تَخَلَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○

ترجمہ۔ جب آسمان شق ہو۔ اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار یہی ہے۔ اور جب زمین دراز کی جائے اور جو کچھ اس میں ہے اسے ڈالدے اور خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار یہی ہے۔

پانچویں مثال

سورۂ الشمس کی یہ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیں۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ○ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ○ وَالنَّهَارِ

اِذَا جَلّٰهَا ○ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ○ وَالسَّمَآءِ وَمَا

بَنٰهَا ○ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ○

ترجمہ۔ سورج اور اس کی روشنی کی قسم۔ چاند کی قسم جب اس کے پیچھے آئے۔ دن کی قسم جب اسے چمکائے۔ اور رات کی قسم جب اسے چھپائے۔ اور آسمان اور اس کے

بنانے والے کی قسم۔ اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم۔

چھٹی مثال

سورۂ واللیل کی یہ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیں۔

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝ وَالنَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰٓی ۝ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ۝

ترجمہ۔ رات کی قسم جب چھا جائے۔ اور دن کی قسم جب چمکے اور اس کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کیا۔ بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے۔

ساتویں مثال

سورۂ غاشیہ کی یہ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیے۔

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَۃٌ ۝ لِّسَعْیِھَا رَاضِیَۃٌ ۝ فِیْ جَنَّۃٍ عَالِیَۃٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِیْھَا لَاغِیَۃً ۝ فِیْھَا عَیْنٌ جَارِیَۃٌ ۝ فِیْھَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَۃٌ ۝ وَّ اَکْوَابٌ مَّوْضُوْعَۃٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَۃٌ ۝ وَّزَرَابِیُّ مَبْثُوْثَۃٌ ۝

ترجمہ۔ کتنے ہی چہرے اس دن عیش میں ہوں گے۔ اپنی کوشش

پر راضی ۔ ایسے بلند باغ ہیں کہ اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں ۔ اس میں چشمہ رواں ہے ۔ اس میں اونچے اونچے تخت ہیں ۔ اور چنے ہوئے کوزے ۔ اور بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں ۔

کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی زبان آپ نے ملاحظہ فرمائی امام احمد رضا کی خوبصورت اور شائستہ زبان کا یہ رنگ پورے کنزالایمان میں پھیلا ہوا ہے ۔

کنزالایمان کے سرسری مطالعہ پر اپنے مضمون کی آخری سطریں لکھتے ہوئے میں اپنے قارئین سے عرض کروں گا کہ وہ خالی الذہن ہو کر کنزالایمان کے ان محاسن کا مطالعہ فرمائیں اور فہم قرآن کے سلسلے میں کنزالایمان کی واجبی خدمات کا دل سے اعتراف کریں مولائے قدیر ہمیں قرآن حکیم کے معارف و برکات سے بہرہ مند فرمائے اور ہماری زندگی کو قرآن کے فرمودات کا تابع بنائے ۔

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ و قاسم نعمہ ومظہر لطفہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ و حزبہ اجمعین ○

مندوب امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس ۔

زیر اہتمام ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ۔ کراچی ، یکم ستمبر ۱۹۹۱ء

Rs. 3/-

Phone 3281418